اسلامی تحریکیں: ماضی اور حال

معیشت و سیاست کے محاذ پر

خلیل احمد حامدی

مغربِ عربی میں

عرب مورخین جسے "مغربِ عربی" لکھتے ہیں اس سے مراد شمالی افریقہ کے ممالک ہیں۔ ان میں مراکش، الجزائر، تونس، موریطانیہ اور صحرائے اعظم شامل ہے۔ یہ تمام ممالک فرانسیسی استعمار کے زیرِ نگیں رہے۔ ان میں سب سے پہلے جہاں فرانس کے منحوس قدم پڑے وہ الجزائر ہے۔ ۱۸۳۰ میں وہاں فرانس داخل ہو گیا تھا اور ۱۵ سال کے عرصے میں اس نے پورے الجزائر پر قبضہ کر لیا تھا۔ مراکش میں وہ ۱۹۱۲ میں آیا۔ اور دوسرے ممالک کی طرح مراکش میں بھی فرانس کو عبدالکریم خطابی کی (جو بالعموم عبدالکریم ریفی کے نام سے مشہور ہیں) تحریکِ جہاد سے پالا پڑا۔ عبدالکریم خطابی مجاہد بھی تھے اور عالمِ دین بھی۔ انھوں نے ریف (دیہاتی آبادیوں) کے نوجوانوں پر مشتمل اسلامی لشکر تیار کیا جس نے فرانسیسی فوجوں کے لیے مراکش کی سرزمین تنگ کر دی مگر آخر کار "اپنوں" کی چیرہ دستیوں نے اس عظیم تحریک کو ناکام کر دیا۔

۱۹۵۶ میں مراکش آزاد ہوا۔ اس کی آزادی میں سب سے زیادہ جس شخصیت نے کارنامہ ہائے گراں قدر انجام دیے ہیں وہ علال الفاسی ہیں جو آزادی کے بعد حزب الاستقلال کے سربراہ بنے۔ اپنے پیشرو عبدالکریم خطابی کی طرح یہ بھی جامع کمالات اور دعوت و جہاد اور علم و فضل کا حسین امتزاج تھے۔ صاحبِ سیف بھی تھے اور صاحبِ قلم بھی۔ آزادی کے بعد سلطان محمد خامس

مراکشی عوام کی حمایت و تائید سے ملک کے سربراہ بنائے گئے۔ وہ خود بھی جہاد میں حصہ لیتے رہے اور اسی وجہ سے جلاوطنی کی زندگی گزارتے رہے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ مراکش میں شریعتِ اسلامی کا نفاذ ہو۔ انھوں نے پاکستان کے مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ سے بھی اپنے ایک رفیق استاذ مکی الناصری کے ذریعے رابطہ قائم کیا اور اسلامی دستور کی تدوین و ترتیب کے لیے ان کی آرا و افکار دریافت کیں۔ ان کو جب مولانا مرحوم کی کتاب نحوالدستور الاسلامی (دستور اسلامی کی تدوین) بھیجی گئی تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ مراکش میں انھی بنیادوں پر ملی دستور وضع کریں گے۔ ۱۹۶۲ میں ان کا ایک آپریشن کے دوران انتقال ہو گیا اور کہا جاتا ہے کہ وہ عالمی سازش کا شکار ہو گئے۔

ساٹھ کے عشرے سے اب تک مراکش میں بائیں بازو کے عناصر سیاست پر غالب نظر آتے ہیں۔ ایک تو شاہ مراکش حسن ثانی کی حکومت کی یہ پالیسی رہی ہے کہ سیاست میں اسلامی عناصر سر نہ اٹھانے پائیں اور دوسرے فرانس کی اشتراکی تحریکوں کے بھی مراکش کے تعلیم یافتہ طبقے پر چھینٹے پڑتے رہے ہیں۔ اسلامی دعوت کے میدان میں مراکش کے علما کی تنظیم رابطة العلما کی مساعی بھی قابلِ قدر ہیں۔ اس کے مرحوم صدر علامہ عبداللہ کنون بڑے جری اور مخلص انسان تھے۔ فقہ و شریعت کے ساتھ شعر و ادب اور تاریخ کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ ۵۰ کے لگ بھگ کتابوں کے مصنف تھے۔ المیثاق کے نام سے ہفت روزہ اخبار نکالتے تھے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے مراکش میں فرانسیسی زبان کے حملے کے مقابلے میں عربی زبان کی ترویج کی اور اسے مرتے مرتے بچا لیا۔ المیثاق سے پہلے انھوں نے تطوان سے لسان الدین کے نام سے عربی ماہانہ جاری کیا اور اس کا اسلوب نہایت سلیس رکھا تاکہ کلاسیکل عربی زبان سے ہٹ کر اسے عملی زندگی میں موثر حصہ لینے والی زبان بنایا جائے۔ احیائے اسلام کے میدان میں انفرادی طور پر جن حضرات نے جان کھپائی ہے ان میں مجلہ الایمان کے مالک و مدیر استاذ عبدالقادر القادری، مرحوم عمر بہاء الدین الامیری (جو شام سے ہجرت کے بعد سال ہا سال تک مراکش میں مقیم رہے) اور تقی الدین ہلالی (سلفی عالم تھے، قدرے سخت مزاج) کا نام تاریخ مراکش میں سنہری حروف سے ثبت ہو گا۔ مجلہ دعوة الحق کی بھی بڑی موثر خدمات ہیں۔ گو یہ مجلہ مراکش کی وزارتِ اوقاف کی طرف سے نکلتا تھا۔ مگر اس کی ادارت تحریکِ اسلامی سے متاثر لوگوں کے ہاتھ میں تھی۔ انھوں نے اس کے ذریعے عالمی اسلامی تحریک کی دعوت مراکشی عوام تک پہنچائی۔ اس مجلے نے مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی تحریریں ۱۹۵۶ تا ۱۹۶۵ پابندی کے ساتھ شائع کیں۔ جب اس کا ادارتی نظام بدل گیا تو اس کے دعوتی کردار میں بھی تبدیلی آ گئی۔

مراکش کے نوجوانوں میں منظم اسلامی تحریک کا آغاز ۱۹۶۹ سے ہوا جب یونیورسٹیوں کے فارغ نوجوانوں نے ینگ مسلم موومنٹ (حركة الشبيبة الاسلامية) کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی۔ اس کے صدر ایک فاضل نوجوان عبدالکریم مطیع تھے۔ جماعتِ اسلامی پاکستان اور اخوان المسلمون مصر کی دعوت اور طریقِ کار کو اس نے اختیار کیا۔ جگہ جگہ حلقے قائم کیے گئے اور تربیتی پروگراموں کے ذریعے نوجوانوں کو اس طرف متوجہ کیا گیا۔ اب تک تو صرف سوشلسٹ تنظیمیں فضا پر قابض تھیں اور اسلام کے نام لیواؤں کے لیے کوئی چھتری نہ تھی۔ چنانچہ ینگ مسلم موومنٹ کا قیام مسلمانوں کے لیے تسکینِ قلب کا پیغام لے کر آیا۔ فاس کی قرویین یونیورسٹی' رباط کی محمد خامس یونیورسٹی اور دیگر تعلیمی اداروں کے اندر اسے بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ ۶ سال کے اندر اندر یہ تنظیم تطوان سے لے کر الدارالبیضاء تک پھیل گئی اور مراکش کے مسلم عوام کے اندر اسے قابلِ لحاظ مقام حاصل ہو گیا۔ اس کی ہر دلعزیزی دیکھ کر سرکاری حلقے بھی متفکر ہو گئے اور کمیونسٹ اور لبرل عناصر بھی گھبرا گئے اور اسے تقریباً وہی عروج حاصل ہو گیا جو الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ کو ۱۹۹۰ میں حاصل ہوا۔

مراکش میں پچاس ہزار کے قریب یہودی بستے ہیں۔ مراکش کی اقتصادی رگ ان کے ہاتھ میں ہے۔ اسلامی آواز کا اٹھنا ان کے لیے موت ہے۔ حکومت میں بھی انھیں بڑا اثرو نفوذ حاصل ہے۔ امریکی یہودی اور اسرائیل بھی ان کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ شاہ حسن بھی اسرائیل کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ ینگ مسلم موومنٹ نے جہاں ایک طرف یہود و اسرائیل کو ہراساں کر دیا وہاں خود مراکشی حکومت کے لیے بھی اس کی بڑھتی طاقت ناقابلِ برداشت بن گئی' اور اب تدبیریں ہونے لگیں کہ کس طرح ینگ مسلم موومنٹ سے نجات حاصل کی جائے۔ ۱۹۷۵ میں مراکش کا کمیونسٹ لیڈر عمر بن جلون کسی نوجوان کے ہاتھوں قتل کر دیا گیا۔ بس پھر کیا تھا' ملک میں سرکاری حلقوں اور کمیونسٹ عناصر نے طوفان بدتمیزی برپا کر دیا اور اس قتل کا الزام ینگ مسلم موومنٹ اور اس کے سربراہ عبدالکریم مطیع پر تھوپ دیا گیا۔ حکومت نے ینگ مسلم موومنٹ کو خلافِ قانون قرار دے دیا' اس کے ذمہ دار افراد گرفتار کر لیے' اس کے صدر عبدالکریم مطیع ملک سے باہر چلے گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں خصوصی عدالت میں مقدمہ پیش کیا گیا اور وہاں سے ان کو اور دیگر چند ساتھیوں کو موت کی سزا سنائی گئی۔ حکومت نے ایک تیر سے دو شکار کر لیے۔ کمیونسٹ لیڈر سے نجات اور اسلامی تحریک پر قدغن۔ عبدالکریم مطیع نے باہر جا کر الجاہد کے نام سے ایک مجلہ جاری کر دیا۔ مگر وہ ابھی تک ملک سے باہر ہیں اور ینگ مسلم موومنٹ بدستور

پابندی عائد ہے۔

مراکش کی دوسری اسلامی تحریک جماعۃ العدل والاحسان ہے۔ اس کے سربراہ عبدالسلام یٰسین ہیں۔ یہ تنظیم ۱۹۸۰ میں قائم ہوئی۔ اس کی بنیادی فکر تو وہی ہے جو عالمی اسلامی تحریک کی ہے، مگر عبدالسلام یٰسین چونکہ حلقہ تصوف سے تعلق رکھتے ہیں، شیخ حمزہ کے مرید رہے ہیں، اس لیے انھوں نے اپنی جماعت میں تزکیہ نفس کا وہی طریقہ جاری کر رکھا ہے جو خانقاہوں میں پایا جاتا ہے۔ دوسری طرف شیخ عبدالسلام یٰسین حکومت پر بھی شدید تنقید کرتے ہیں۔ انھوں نے دو سال پہلے شاہ مراکش کو ایک مفصل خط لکھا تھا جس کا عنوان تھا، الاسلام اوالطوفان (اسلام اختیار کر لیجیے ورنہ ایک طوفان برپا ہو جائے گا)۔ جماعۃ العدل والاحسان کے اندر نوجوان کافی داخل ہو رہے ہیں۔ الرایۃ کے نام سے ان کا ایک ہفت روزہ ہے۔ عبدالسلام یٰسین نے اپنے طریقِ کار کی وضاحت کے لیے منہج النبوی (نبوی طریقِ کار) کے نام سے ایک ضخیم کتاب بھی تالیف کی ہے۔ یہ لوگ منکرات کے خلاف وقتاً فوقتاً مظاہرے کرتے رہتے ہیں اور پولیس کی لاٹھیوں کے جواب میں پھول برساتے ہیں۔

ستر کا عشرہ کمیونسٹوں کے عروج کا تھا۔ اب نوجوان نسل ان کے فریب میں کم ہی آتی ہے۔ اس وقت مراکش میں چار کمیونسٹ تنظیمیں پائی جاتی ہیں۔ اگست ۱۹۹۳ کے انتخاب میں دائیں بازو کی پارٹی حزب الاستقلال اور بائیں بازو کی سوشلسٹ یونین نے اتحاد قائم کر لیا تھا اور دونوں نے مل کر ۳۰۰ نشستوں میں سے ۸۰ نشستیں حاصل کی ہیں۔ باقی نشستیں شاہ پرست عناصر نے جیتی ہیں۔ مراکش کا انتخابی نظام یہ ہے کہ اسمبلی کی دو تہائی نشستیں بذریعہ انتخاب پُر کی جاتی ہیں اور ایک تہائی قبائل اور بلدیاتی نمائندوں کو دی جاتی ہیں اور یہ نامزدگی شاہ کی طرف سے کی جاتی ہے۔ حزب الاستقلال اور الاتحاد الاشتراکی اپوزیشن میں ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مراکشی قوم جس کا ماضی نہایت شاندار اور روشن رہا ہے، مستقبل میں اسلامی تحریک کے پلڑے میں اپنا وزن ڈالے گی۔

(جاری ہے)